ریاضِ جنت

الموسوم بہ اسم تاریخی

گلدستۂ سحر تسکین ۱۳۲۷ھ

کلام دل نشین از شاعر پرتمکین مخزن انوار الٰہی منبع اسرار نامتناہی

مطلع فیوض ربانی حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول

مرشدی حضرت فقیر میاں سید یوسف صاحب قبلہ

عرف خوب صاحب میاں صاحب تسکین مہدوی

جسکو

فخر قوم عالیجناب معلی القاب نواب شعیب یاور جنگ بہادر

دام اقبالہٗ نے قومی احباب کی دلبستگی کیلیے

مطبع نظامِ دکن میں طبع کراکے ہدیۂ قوم فرمایا

ریاضِ جنّت

الموسوم بہ اسمِ تاریخی

گلدستۂ تسکین ۱۳۲۷ھ

کلام دل نشین از شاعر پر تمکین مخزن انوار الٰہی منبع اسرار نامتناہی

مطلع فیوض ربانی حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول

مرشدی حضرت فقیر میاں سیّد یوسف صاحب قبلہ

عرف خوب صاحب میاں صاحب تسکین مہدوی

جسکو

فخر قوم عالیجناب معلی القاب نواب نصیب یاور جنگ بہادر

دام اقبالہٗ نے قومی اصحاب کی دل بستگی کیلئے

مطبع نظام دکن بلارم میں طبع کراکے ہدیۂ قوم فرمایا

التماس

محبان قوم! یہ ایک قومی گلدستہ ہے جو ہمارے قومی اور نازک خیال شاعر
حضرت پیر و مرشد جناب سید یوسف صاحب تسکین عرف خوبصاحب میان صاحب
ابن حضرت فقیر میان سید یداللہ صاحب قبلہ مرحوم و مغفور مرشد نواب غلام محمد
غوث خانصاحب بہادر مہدوی نواب سمستان نارائن پور کے طبع سخن پرور
کی بلند پروازیون کی تصویر ہے اس گلدستہ مین ایک قصیدہ نعتیہ درشان حضرت
مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و ایک خمسہ بر قصیدہ جناب مولوی سید جلال الدین
صاحب توفیق درشان حضرت بندگی میان سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہدا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایک مرثیہ بذکر شہادت حضرت میان سید جلال الدین صاحب
ابن حضرت صدیق ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایک قصیدہ درشان حضرت
بندگیمیان سید محمود صاحب سید نجی خاتم المرشدین دریہ فیض متعید رحمتہ اللہ علیہ
ہے اور یہہ سب باوقات مختلف قومی جلسون مین پڑہے جاچکے ہین جنکو قومی
اصحاب نے پسند فرمایا ہے اور اسی مقبولیت کی وجہ سے فخر قوم امیر ابن امیر
عالیجناب معلی القاب نواب نصیب یاور جنگ بہادر دام اقبالہ نے اسکو طبع
کراکے ہدیتہً افراد قوم کے پیشکش کیا ہے امید کہ قوم اسکے قدر کے ہاتون قبول
کرے گی جس سے نواب صاحب کی خوشنودی طبع اور مصنف کے کلام کی
قدر و یادگار متصور ہے فقط۔

الملتمس

عالم خان حسن زی

قصیدۂ نعتیہ در شان حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از سر نو کھولدے پھر مَے فروشی کی دکان
بیٹھا ہے خاموش کیون خم باندھ کر پیر مغان

رنگ لائے اور ہی کچھ حسرت رندانہ پھر
آج گر پوری نہ کی تو نے امید مے کشان

آج وہ بھر دے مجھے جام شراب بیخودی
چشم میگون سے ہون ظاہر کیفِ مے کی مستیان

قطرہ ہائے مے وہ برسین خفتگان خاک پر
جی اوٹھین مدفن سے پھر پاکر حیات جاودان

جوش مستی مین عنادل کی وہ چہلین دیکھکر
شاخ گل سے کرتی ہے باد صبا اٹکھیلیان

آ عروس دختر رز گرم آغوشی کرین
ہے ترے عشاق کو پروائے رسوائی کہان

یون ہے اب جوش ترقی پر میری طبع کہن
ہو زلیخا جسطرح پیرانہ سالی مین جوان

دیکھنا پرواز عنقائے مضامین کی مرے
شاخ طوبےٰ معانی پر ہے جسکا آشیان

طایر سدرہ نشین بھی گیا پر ڈال کر
دیکھنا مضمون اعلیٰ کی بلند پروازیان

بھول جائین چہچے اپنے جو مین چہکون ذرا
طوطی شیراز ہو یا بلبل ہندوستان

خوش نوائی پر میری کیونکر نہ ہون دلسو فدا
مین جو لب کھولون پھڑک جائین ہزارون مرغ جان

انتقام بلبل ناشاد پورا ہو چکا
دامنِ گل کی اوڑا ڈالین صبا نے دھجیان

تا کجا تسکین ذکر بلبل و گل تا کجا — تا بکے اس بزم مین رنگ غزل کی شوخیان
مطلع تازہ پڑہ ایسا کوئی رنگ نعت مین — غنچۂ سربستہ سے ظاہر ہون اسرار نہان

مطلع

ہے طریق نعت مین دل پیشوای قدسیان — شاہد مقصود ہی آغوش مطلب مین نہان
یا الٰہی تھی وہ جو بینور کی کیسی سحر — ہو گئین کافور شام کفر کی تاریکیان
شیخ بنجائے برہمن بتکدہ مسجد بنے — نکلے ہر ناقوس سے آواز تکبیر و اذان
آفرین ای اشتیاق آمد سلطان دین — شاد باش ای انتظار مہدی آخر زمان
تجھسے ہے آئینۂ دل مظہر انوار قدس — تجھسے ہے مشکوۃ جان گنجینۂ سر نہان
تجھسے ہے نشو و نمائے نخل ایمان و یقین — تجھسے ہے افزایش تصدیق سالار جہان
چھا گئی تھی دہر پر کفر و ضلالت کی گھٹا — رہگیا تہا چند دیوانون مین ایمانکا نشان
مدتون حسرت رہی آنکھونکو جسکے دید کی — ہو گیا پیدا وہ شاہ مہدی آخر زمان
غایت لولاک کی بس ہو گئی تکمیل آج — آج ہے ایفائے وعدہ خاتم پیغمبران
ہے بظاہر پردۂ قل انما حایل مگر — پیکر انسان مین نور مجرد ہے نہان
جی مین آتا ہے کہ قربان رخ گلگون کرون — سولے لیکر آج مین رضوان سے گلزار جنان
شش جہت مین جلوہ فرما ہے ترا نور قدیم — جسکی پرتو سے ہین روشن مہر و ماہ آسمان
خلق پر ہو انکشاف عقدۂ سربستہ کیا — کون واقف اس سے ہو جسکا خدا ہو رازدان
لطف کیا کیا دیکھی تنہائی مین بے پردگی — رمز کیا کیا عاشق و معشوق کے ہین درمیان
کون عالی منزلت تجھسا زمانہ مین ہوا — دوسرا بعد خدا آخر خاتم پیغمبران
قدرت حق نے بنایا تجھکو جان جزو کل — نور سے تیرے ہوے پیدا زمین و آسمان
تیرے در کے سنگ ریزے کوکب افروز فلک — سرمۂ چشم ملائک تیری خاک آستان

فرق انور پر ترے اختر نثار ہے فلک ‏ / ‏ پائے اقدس پاوگلتی ہے زمین گنج نہان
چشم ہے وہ چشم جسکو ہو ترا جلوہ نصیب ‏ / ‏ سر وہی سر ہے جو ہو صرف سجود آستان
ہے وہی دل جسمین ہو تیری محبت جاگیر ‏ / ‏ ہے وہی سینہ بنے جو تیری الفت کا مکان
ہے طواف کعبہ گویا تیرے روضہ کا طواف ‏ / ‏ سنگ اسود سی نہین کم تیرا سنگ آستان
کیا عجب ہر مور کو دعوے سلیمانی کا ہو ‏ / ‏ لطف سے تیرے توانا بنگیا ہر ناتوان
یون گناہ جہڑتے ہین مولا نام لینے سے ترے ‏ / ‏ نخل سے پتے جہڑین جسطرح ہنگام خزان

بے خبر تسکین کی آقا پریشان ہے بہت
ہے تیری ذات مقدس دستگیر بیکسان

خمسہ بر قصیدۂ جناب مولوی سید جلال الدین صاحب توفیق در شان

حضرت بندگی میان سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہدا رضی اللہ تعالی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلق دلبر رہا کیا کیا نوشتہ دیکھہ قسمت کا ‏ / ‏ بہت رویا ہوا جب حال ظاہر اپنی حسرت کا
بنا خاکا جدا سب سے جہانمین میری خلقت کا ‏ / ‏ ازل سے ہون نمک پروردہ مین حسن ملاحت کا

بہرا کرتا ہے دم ہر زخم دل شور محبت کا

رہا وہم سراپا مین سراپا نور کا دہوکا ‏ / ‏ کبہی تہا لوح پیشانی پہ برق طور کا دہوکا
دیا داغ سویدا نے شب دیجور کا دہوکا ‏ / ‏ سیاہ بختی میری دیتی ہے زلف حور کا دہوکا

گمان ہے خندۂ زخم جگر پر صبح جنت کا

بتون سے ہمدمی تہی عمر بہر تہا شریک یکتائی ‏ / ‏ کہ ترک عینیت تہا غیر کا ننگ تمنائی

ریا آمیز تہی نیت نہ کام آئی جبین سائی
نہ پوچھو بعد مردن بھی میری تشہیر رسوائی
کفن دیتی ہے قسمت مجھکو دامان ندامتکا

عبث بحر ندامت مین ڈبویا تو نے دل مجھکو
گناہون نے میری کیا کیا بنایا منفعل مجھکو
میری رسوائی نے تا عمر رکھی خجل مجھکو
کیا شرم گناہ گاری نے ایسا منفعل مجھکو
میری تصویر پہ بھی زنگ چڑہتا ہی ندامتکا

نہ بہلی یون گریبان گیر تھی وحشت کبھی ہمکو
خبر اس عشق کے انجام کی ہرگز نہ تھی ہمکو
نہین اب ای دل بیتاب طاقت ضبط کی ہمکو
چلے اب آپ سے ہم تہامنا ای بیخودی ہمکو
بشکل رنگ رخ ہے ہوش بہی مشتاق رخصت کا

قناعت سے زمانہ مین نہین عزت کوئی بہتر
غضب ہے آبرو کا ایک دم گہٹنا بڑہ بڑہ کر
ذرا سی بات کردیتی ہے نظرونمین سبک اکثر
ترقی بن ہی جاتی ہے تنزل بعض موقع پر
گہٹا دیتا ہے عزت کو بڑہانا دست حاجت کا

گزاری زندگی اپنی ادسی نے وضعداری سے
کیا پیدا جہانمین جس نے عزت انکساری سے
وہی اونچا ہوا سب مین جہکا جو شرمساری سے
پس مردن بہی چہوٹے ہم نہ وضع خاکساری سے
غبار بیکسی ہے شامیانہ اپنی تربت کا

بنایا شامت اعمال نے آئینہ حیرت
زمانہ مین میری افسردگی ہے لایق عبرت
نہین اظہار کے قابل میری بگڑی ہوئی حالت
نہین شرم معاصی سے میری اتری ہوئی صورت
قفس لٹکا ہوا ہے طائر رنگ ندامت کا

کہان امید شام خرخ نیلی فام سے تا صبح
نہ گذری ہای ایک شب بہی کبہی آرام سی تا صبح
چلا چل روز ہی یان گردش ایام سے تا صبح
روان ہی کاروان عمر اپنا شام سے تا صبح
صدائے شور رفتار نفس ہی کوس رحلت کا

ملال و فکر و حزن مین گزر جاتے ہین روز و شب
بہت سوچا بہت سمجھا یہ ہاتھ آیا نہ کوئی ڈھب
نہ نکلا وسعت داماں حسرت سے کوئی مطلب
گریبان تمنا اسقدر کیون طول ہے یارب
نہین آئین کوئی ٹکڑا تو داماں قیامت کا

نہ سر کا صورت نقش قدم تا زندگی واں سے
رکہا پوشیدہ مجہکو مدتون چشم نگاہبان سے
زمانہ سے وہ واقف تہا جو میرے شوق پنہاں سے
نہ اوٹھا عمر بہر گر کر زمین کوے جانان سے
میرے سایہ کو اچھا ملگیا پہلو نقاہت کا

نہ کیون قید قلم ہوتی جو ہوتی صورت خاکی
مگر شکل ہوائی مین کرے کیا رنگ آمیزی
فقط پیش نظر ہے ایک تصویر خیالی سی
نزاکت مائل رنگ و قلم ہونے نہین دیتی
تصور مین ہی کہنچا کرتا ہے خاکا اونکی صورت کا

پس مردن گریبان گیر تہا جو رنج مہجوری
رولاتا تہا لحد مین بہی خیال صدمۂ دوری
مدد کی جذب الفت نے تو حسرت ہوگئی پوری
جب آئے فاتحہ کو وہ پئے اظہار مشکوری
قدم پر گر پڑا سایہ میری بالین تربت کا

وہی وضع گدایانہ وہی غربت شعاری ہے
وہی عظمت وہی شوکت وہی رفعت ہماری ہے
وہی تسکین تہ مرقد بہی شان انکساری ہے
وہی توفیق مر کر بہی عروج خاکساری ہے
غبار بیکسی ہے شامیانہ اپنی تربت کا

کہانتک ہرزہ گوئی تا کجا یہ شیوۂ باطل
بہلا اس بزم مین ذکر گل و بلبل سے کیا حاصل
کہ باز آید پشیمانی چرا کارے کند عاقل
کہانتک ربط بیرنگی انداز غزل اے دل
سنادے کوئی مطلع منتظر ہون رنگ مدحت کا

مطلع

زمانہ ہوگیا پورا جو تکمیل نبوت کا
بر آیا مدعا جو کچھ کہ تہا ختم رسالت کا

ارادہ پھر ہوا اظہار احکام ولایت کا ‏ ‏ کیا حکم خدا سے جبکہ دعوے مہدویت کا

بنایا تجھکو مہدی نے بدل اپنی خلافت کا

اولٹ دی آپنے دم بھر مین ہر ایک فرقہ ملحد کی ‏ ‏ بیاضین طاق مین رکھی ہین کفر و ضلالت کی
بدل دی ساری ترکیبین جو تھین اوراق ظلمت کی ‏ ‏ پریشان ہوگئین جمعیتین اجزاے بدعت کی

بندھا جسوقت شیرازہ تیری جلد خلافت کا

نہ پہونچین لاکھہ ہون گر فہم و ادراک بشر درپے ‏ ‏ تیرے زینہ کے آگے ہیچ ہے شہماد و زرین کیا شے
کیا کرتا ہے چرخ ہفتمین پر سوئین اسکو طے ‏ ‏ ترے روضہ کی جالی حلقہ چشم ملائک ہے

پہ روح الامین ہی شامیانہ تیری تربت کا

ضیائے مہر و ماہ دیکھی نہ آنکھین آج تک اصلا ‏ ‏ تجلی پائی آنکھون کی نہ تھا نور ید بیضا
رہا روشن میرے پہلو مین تیری حسن کا جلوا ‏ ‏ تجلی ریز شمع طور ہو کیونکر نہ دل میرا

چراغ آنکھین جلاے مدتون تیری محبت کا

نہ تھا ثانی تیرا کوئی مہربان جان نثاری مین ‏ ‏ وفاداری مین دلداری مین غمخواری مین یاری مین
نظر تیرا النظیر آیا نہ کوئی رازداری مین ‏ ‏ بدل تھا مہدی موعود کا تو علم باری مین

بنایا اس لئے حامل تجھے بار امانت کا

جہان مین کونسی شے تھی جو اسکے زور سے جھیلی ‏ ‏ حقیقت کھل گئی دم مین زمینون آسمانونکی
اوٹھا سکتی اسے گاو زمین کی کیا حقیقت تھی ‏ ‏ خدا نے اسلئے بھاری بنائی ساق پا تری

اوٹھائے بوجہ آسانی سے تو بار امانت کا

ڈراتی ہے بشکل موت دنیا مین مجھے ہر شے ‏ ‏ مصائب ہین زمانہ کے زمانہ سے مری درپے
پریشان حال دنیا مین رہون اے شاہ دین تا کے ‏ ‏ میرا دل مبتلای رنج آسیب حوادث ہے

ملے دھویا ہوا پانی ترے تعویز تربت کا

بڑہادی تیرے آقا نے تری یون عزت و عظمت
تیری اللہ ری طالع تیری اللہ ری قسمت
عطا کی اپنے ہاتون سی خلافت کی تجہے خلعت
تو ہی اصحاب مین ہی ایک رکن کاخ حمیت
تیری ہمت نے تہاما شاہ دین بازو خلافت کا

قیامت تک جو دیکہے کوئی خواب قوت بازو
اوٹہائے کیا کوئی قہر و عتاب قوت بازو
نہ دی کیسی ہی جواب لاجواب قوت بازو
عطا کی تجہکو خالق نے وہ تاب قوت بازو
سبق تجہسے لیا اہل شجاعت نے شجاعت کا

مییرےجان فیض روحانی سی جب تا عرش تو پہونچا
ہوا مشہور یون فردوس مین بہی تیرا رتبا
نظر آیا دو عالم کو تہہ پا عالم بالا
ملائک دیکہکر کہتے ہین اوج منزلت تیرا
فلک ہے زینۂ اول ترے ایوان رفعت کا

نحیف و زار ہون پر دم تری الفت کا بہرتا ہون
تمنائے زیارت مین جو اپنے سے گزرتا ہون
پڑا ہون دم بخود ای شاہ دین بے موت مرتا ہون
مین اوسکی خاک پا کو طوطیائے چشم کرتا ہون
نظر آتا ہی جسدم کوئی زایر تری تربت کا

نہ کیون بگڑی ہوئی اوسکی بن آئی جو ملی تجہسے
وہ آنکہون سی خدا کو دیکہہ پائے جو ملے تجہسے
نہ برسون اپنے جامہ مین سمائے جو ملے تجہسے
زمین سی آسمان پر پہنچ جائے جو ملے تجہسے
کرے ذرہ کو اختر یہ اثر ہے تری صحبت کا

گذر جاونگا جان سی گر میری بگڑی نبن آئی
کوئی دیوانہ کہتا ہی کوئی کہتا ہے سودائی
تیری بے التفاتی شاہ دین یا تنگ تجہ پہنچائی
تیری رسم تغافل ہی میری تصویر رسوائی
عتاب کم نگاہی آئینہ ہے میری ذلت کا

ہر ایک گمراہ کو راہ پر لگایا شاہ دین تونے
بڑہایا جسکو کم اپنے سے پایا شاہ دین تونے
ہر ایک ذرہ کو یون اختر بنایا شاہ دین تونے
خدا کو سر کی آنکہونسے دکہایا شاہ دین تونے

ملا ہے مرتبہ تجھسے بصارت کو بصیرت کا

پہنچ جائے تری در پر جو کوئی زور قسمت سے
حضوری مین کرے عرض تمنا جوش الفت سے
جلائے شوق دل اپنا لپٹ کر تیری تربت سے
مشبک اسقدر ہو ناوک شوق زیارت سے

بنے جالی ترے روضہ کی پردہ چشم حسرت کا

نہ کی تا زندگی باز و جدا تجھسے کبھی اپنی
بیان کی بہی تو کی تجھسے جو تہی دل کی لگی اپنی
نہ کی تا عمر پھر تجھپر نوازش مین کمی اپنی
بشارت مہدی موعود نے دی ذات کی اپنی

لقب پایا شاہ دین سے [illegible] خلافت کا

یہ شوق حسرت دیدار و یہ ذوق سیر روضہ ہی
یہ جوش محبت کہ تنگ ہی یونہی میرا دل بے
[illegible] دل کہو نہ [illegible] اتنا کے
[illegible] سیر گلشن کی تیری [illegible] کا رہتا ہے

[illegible] تیری زیارت کا

مدد دستگیری کی [illegible] درگاہ ای توفیق محشر مین
پڑھون یہ خمسہ تیرے در ای توفیق محشر مین
[illegible] ای توفیق محشر مین
[illegible] شور ای توفیق محشر مین

ہو سر کو غلام آتا ہے صدیق ولایت کا

مرثیہ بنگ شہادت حضرت میان سید جلال الدین صاحب ابن حضرت صدیق ولایت رضی اللہ تعالی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے طبع روان آج نسیم سحری ہو
اے شاخ قلم تو دم تحریر ہری ہو
اے شوخ دل آویز سخن رنگ پری ہو
اے شاہد معنی تیری بہی جلوہ گری ہو

اے باغ کلام اپنی بہار آج دکہا دے
اس نظم کو تو موتیون کا ہار بنا دے

یارب یہ میرا باغ سخن نشو نما پاے
پیچیدہ مضامین سے نہ بندش مین کجی آے
الفاظ سے مطلب میرا ہو ہیکے نہ اوڑہ جاے
سنبل کی بہی الجہن کو طبیعت میری سلجہاے
زنگینی الفاظ ہو ہر ڈہنگ سے پیدا
ہر پہول کا مضمون ہو سو رنگ سے پیدا

یارب وہ بہار آے خزان کا نہ گذر ہو
گر خار بہی ہو کوئی تو مثل گل تر ہو
ہر شاخ مین پہول آئین ہر ایک پہول ثمر ہو
اۓ جو سموم آئین تو وہ باد سحر ہو
بلبل کی صدا ہو جو صدا نکلے قلم کی
خوشبو میرے گلزار مین ہو باغ ارم کی

اقلیم سخن ہو میرے اب تحت حکومت
الفاظ کے ملنے مین نہ کچہہ دیر لگے ہو دقت
افواج مضامین رہین ہر سمت بصورت
پیدا دم تحریر طبیعت مین ہو جودت
اشعار صحیح میرے مانند گہر ہون
شاہان ذوی القدر کے زیبندہ سر ہون

آغاز صبح

پیدا ہوا جس وقت فلک پر اثر صبح
پڑنے لگی رخسار پہ گل کے نظر صبح
گلشن مین صبا ناز سے لائی خبر صبح
بیدار ہوے عاشق خستہ جگر صبح
غنچون کے چٹکنے نے نرگس کو جگایا
اور سبزہ خوابیدہ نے بہی سر کو اوٹہایا

بڑہنے لگی ہر سمت سے دلدوز صدائین
رونق وہ گلشن ہوئین دلچسپ فضائین
گہٹنے لگین گلشن کی گہٹا ٹوپ گہٹائین
آنے لگی اٹہلاتی ہوئین سرد ہوائین

مرغان چمن جنبش پرواز پہ آئے
شمشاد بہی ڈہلتے ہوئے سر آئینا اوٹہائے

وہ خندۂ گل اور وہ بلبل کا چہکنا
اٹہلاتے ہوئے لالۂ خودرو کا لہکنا
وہ نکہت گلشن کا ہر ایک سمت مہکنا
اور وقت سحر آتش گل کا وہ دہکنا
رفتار وہ مستانہ غضب کبک دری کی
وہ شوخیان گلشن مین نسیم سحری کی

غنچون کا چٹکنا وہ سبزی گلشن
وہ ناز صنوبر کا تو سنبل کی وہ الجہن
وہ سادگیان گل کی تو شاخون کا وہ جوبن
سنگہار وہ لالہ کا وہ خوش رنگی سوسن
طاوس کا وہ رقص وہ کوئل کے پکارے
وہ چہچہے بلبل کے وہ نرگس کے اشارے

دامان سحر کی طرح وہ ابر کا پہٹنا
وہ شوق کا بڑہ بڑہ کے عجب پاس سے گہٹنا
شبنم کا دبے پاون گلستان سے وہ ہٹنا
وہ دفتر نیرنگی گلشن کا الٹنا
وہ مہر درخشان کا افق سے نکل آنا
منہ رات کا وہ پردۂ ظلمت مین چہپانا

آغاز مرثیہ

ساقی ترے صدقے نگہ لطف ادہر بہی
دے جلد مئی ناب کے چکہنے مین ہی سر بہی
خواہان عنایات ہے یہ خستہ جگر بہی
وہ دیکہہ کے آئی سپہ بانئ شر بہی
تاخیر کی تاب اقامت نہین اب ہے
اسوقت نہ دے مے تو نہایت ہی غضب ہے

اک جام چڑہا لون تو زمانہ کو ملادون
عینل تو ہی کیا چیز فلک فوج پہ ڈہادون
ہون سرخ جو آنکہین تو لہو نین بہادون
آجائے اگر جوش تو اک دہوم مچادون

اس جرارت بیجا کی ابہی اونکو خبر ہو
لشکر تہ و بالا ہو جہان زیر و زبر ہو

اوٹہا ہے غبار سپہ بانی بیداد
اور وہ نظر آتا ہے نشان ستم ایجاد
سرگرم سفر ایسے ہین راحت بہی نہین یاد
کثرت کا یہ عالم کہ زمین کرتی ہے فریاد

ہے کون محاسب جو حساب اسکا لگالے
لاکہون ہین جو بیدل تو ہزارون ہین رسالے

باقاعدہ اسوار تو صف بستہ ہین پیدل
فوج نکلے بڑہے آتے ہین امڈی ہوی بادل
ہمراہ سواری کے ہین مشہور جہان یل
ہے سیر کنان چار طرف فیل پہ عینل

میدان مصفا پہ جنگ دیکہہ رہا ہے
مرمر کے فراری کے بہی ڈہنگ دیکہہ رہا ہے

ہان دیکہہ کہ وہ جلوہ نما کون جوان ہے
بالائے زمین مہر منور کا گمان ہے
چہرہ کی متانت سے تو یہ صاف عیان ہے
لخت جگر فاطمہ خوندمیر کی جان ہے

ہنس ہنس کے عجب غنچہ لب کہول رہا ہے
نظرون مین مخالف کی سپہ تول رہا ہے

تیزی سے وہ کچہ سونچ کے بس پہر گیا گہر کو
دی لشکر اعدا کی خبر جاکے پدر کو
حضرت نے کہا سینہ سی لپٹا کے پسر کو
ای جان وفا کیجئے اب وعدۂ سر کو

مشتاق اجل صورت ارباب وفا تہا
جس وقت مین یہ سر مرا سجدہ مین جدا تہا[1]

سلہ - یہ وہ نقل ہے کہ حضرت صدیق ولایت نے مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی شادمانی مین
پروردگار عالم سے سر دینے کا وعدہ کیا تہا اور تنقبول ہو کر کچہہ پیر سر مبارک تن سے جدا رہے ہے -

ارشاد یہ فرما کے ہوئے آپ بہی خرّم
منہ شیرینی سے بہر دیا فرزند کا اوسدم
شکرانہ معبود مین سجدے کیے پیہم
کی عرض کہ اے قاضی حاجات دوعالم

ہر طرح تری راہ مین راضی برضا ہون
سو بار جو پیدا ہون تو سو بار فدا ہون

بیٹے نے طلب کی وہین پہر باپ سے رخصت
اور عرض کیا یون پس اظہار مسرت
بیتاب ہے دل سینہ مین مشتاق شہادت
دین اذن دعا بندۂ ناچیز کو حضرت

کب تک یہ بہلا جوش طبیعت کو سنبہالون
ہو حکم تو دل کے ابہی ارمان نکالون

ہے صبر کا یارا نہ ٹہرنے کی مجہے تاب
اب روکین مجہے آپ نہ ٹوکین مجہے احباب
چڑہ کر جو یہان آیا ہے وہ فرقۂ کذاب
وہ ہمپہ چڑہائی کرے ہے کونسا آداب

آئے ہین جو وہ جنگ کو اے والد ذیجاہ
دیکہینگے ابہی برش تیغ اسد اللہ

ہے غیظ مین اوس شیر غضنفر کا عجب حال
مانند شفق چہرہ ہے غصہ سے ہے لال
اک ہاتہ مین تلوار ہے اک ہاتہ مین ہے ڈہال
تیوری ہے کہتے ہین کہ کر دون ابہی پامال

یون سہتے رہین جور جفا اونکے کہانتک
قدرت یہ ہوئی اونکو کہ وہ آئے یہانتک

حضرت نے کہا وہ اگر آئے ہین تو آئین
ہمکو بہی لازم ہے کہ عجلت نہ دکہائین
ٹہرین ابہی دم لین ابہی ہم دیر لگائین
اے نور نظر جوش شجاعت کو چہپائین

بیسوچے تو اظہار شجاعت نکرین گے
ہم صابر و مظلوم ہین سبقت نکرین گے

سنکر پسر نیک نے ارشاد پدر کا
گردن کو جھکا کر یہ کہا اے شہ والا
فرمان بجا آپ کا ہے پر مین کرون کیا
چھا چھا کے بڑے آتے ہین وہ آپ نے دیکھا
تسکین نہین جبتک کہ نہ پہنچین وہ سزا کو
کہتے ہین برا آل رسول دوسرا کو

حضرت مرے جانے مین کرین کچھ بھی جو پس آپ
کچھ قوم مخالف سے نہین غم لین مری یاس
یہ ڈر ہے کہ آقا سے یہ خادم نہ ہو بے آس
سر اپنا کرے نذر تو قدمون کے رہی پاس
خادم کو خجالت ہو مخدوم کے آگے
قربان ہو یہ سر شہ مظلوم کے آگے

کی عرض احبا نے یہ دلدار نہ جائین
محتاج و مساکین کے ہین غمخوار نہ جائین
ہوتے ہین کمر باندھ کے تیار نہ جائین
یہ بیوہ و غافل کے مددگار نہ جائین
لہذا نہین جانے سے اب روکتے آقا
ہوتا ہے ہمین رنج و تعب روکتے آقا

رہجائین یہ خیمہ مین وہان مرنیکو ہم ہین
جو دکھ ہو جو مصیبت ہو اوسی بھرنیکو ہم ہین
سر اپنا تہ تیغ دو دم دھرنے کو ہم ہین
اور ان کے عوض سینہ سپر کرنیکو ہم ہین
قوت بھی دلی بھی طاقت ہین جگر کی
مرنے یہ نہ جائین کہ نشانی ہین پدر کی

گو ہے سپہ آزار وہ بانی ستم ہین
سر نام پہ مہدی کے فدا کرنیکو ہم ہین
اس کثرت اعدا سے بھی بیخوف و الم ہین
سادات کے ہم بندۂ بیدام و درم ہین
ثانی نہین دنیا مین کوئی سر شکنی مین
ہم شہرۂ آفاق ہین شمشیر زنی مین

اے نور ذرا سامنے حمادؑ کے کوئی — یوسف سے کوئی اور الہداد کے کوئی
یعقوب کے یا گوہر فولاد کے کوئی — تھمتے ہین قدم بانی بیداد کے کوئی
بچہ بھی ہر اک شیر ہے صدیق کے گھر کا
دشمن کی نہ سب فوج نہ اک طفل ادھر کا

شہ بولے مجھے شاق نہین انکی جدائی — اس دن کیلئے مین نے رکھی تھی یہ کمائی
سادات ہوا کرتے ہین خالق کی فدائی — یہ آل محمدؐ مین ہے ہوتی ہوئی آئی
ہوگا نہ تامل کبھی خالق کی رضا مین
جائین کہ انہین نذر کیا راہ خدا مین

مین خوش ہون کہ یہ گلشن جنت کو سدھارین — سر اپنا کرین نذر خدا جان بھی وارین
مر جائین رہ حق مین تو عقبی کو سنوارین — حق سے یہ دعا ہے کہ یہ ہمت کو نہ ہارین
خواہش یہ میری ہے کہ میرا ساتھ نہ چھوڑین
فرزند ہین خوندمیر کے یہ منہ کو نہ موڑین

اعدا بڑھے آتے ہین صفین باندہ کے باہم — فرزند سے خوندمیر نے فرمایا یہ اوس دم
کیون غیظ مین آتے ہو ہوے جاتے ہو برہم — لو خوش ہو مراد آگئی کیون کرتے ہو اب غم
اسوار ہو شاہ دوسرا کو تمہین سونپا
ہان جاؤ جی جنگ خدا کو تمہین سونپا

خالق کی حمایت ہو محمدؐ کی مدد ہو — جو آئے بلا سر پہ تیرے جلد وہ رد ہو
تائید پہ ہر وقت تیری رب صمد ہو — اے جان پدر جنگ مین تو مثل اسد ہو
سر پر ہو تیرے سایہ شاہنشہ لولاک
حامی و مددگار تیرے پنجتن پاک

مطلع

اے شاہد طناز سخن جلوہ نما ہو — اے ناخن تدبیر قلم عقدہ کشا ہو
اے ولولۂ فکر رسا اور رسا ہو — اے دبدبۂ شوکت الفاظ سوا ہو
قائم ہمہ حیثیت سے جو طبیعت کی بحالی
کھنچوں سر قرطاس پہ تصویر جلالی

تصویر وہ تصویر کہ بہزاد بھی مانے — دیکھے کبھی یعقوب تو یوسف اوسے جانے
وارفتہ زلیخا رہے ہر ایک بہانے — بے مثل بنایا ہے جسے آپ خدا نے
ثانی نہ کوئی ملا اور نہ یہہ حور نے پایا
جو حسن کہ اوس کے رخ پر نور نے پایا

وہ گیسوئے مشکیں کہ نہ مشک ختن ایسا — وہ چہرۂ گلگوں کہ نہ رنگ چمن ایسا
وا غنچۂ مقصود ہوں جس سے دہن ایسا — آئینہ کو حیرت ہو مصفا بدن ایسا
کچھ کم نہیں طوبیٰ سے قد اوس سرو رواں کا
سینہ ہے کہ گنجینہ ہے اسرار نہاں کا

پڑ جائے فلک پر جو ذرا حسن کا پرتو — خورشید میں باقی نہ رہے نام کو بھی ضو
ناخن سے ہو شرمندہ نہ کس طرح مہ نو — اور شمع حرم کو بھی اوسی شمع کی ہو لو
دیدار خدا ہی نظر آئے اگر آئے
دیکھے جو اوسے جلوۂ باری نظر آئے

چتون سے اگر قہر تو ابرو بھی غضب ہے — رخ نور سحر زلف وہ تا ظلمت شب ہے
قد قامت شمشاد پسندیدہ رب ہے — وہ سرو رواں غیرت گلزار عرب ہے

سلہ سید جلال نام صاحب مرثیہ۔

رخسار ہین دونون کہ ریاضت کی دو بین ہین
آنکھین ہی دیدار سے سرمست ازل ہین

ہر عضو بدن کی یہ قدرت سے بنا ہے
حسن مہ و خورشید سے افزون کو بنایا ہے
سر تا بقدم نور کے سانچہ مین ڈھلا ہے
پریان تھی سلیمان پہ یہ حور اسپہ فدا ہے

عالم متحیر ہے خط و خال سے اوس کے
واقف نہین دنیا کے حسین حال سے اوسکی

روشن وہ جبین اور وہ حسن رخ نیکو
وہ نرگسی آنکھین وہ مژہ اور وہ ابرو
وہ دوش وہ شانے پہ سے ڈھلتے ہوے گیسو
وہ سینہ اطہر وہ کمر اور وہ بازو

چہرہ کی چمک پر مہ و خورشید فدا ہین
دنیا کے حسین جتنے ہین زیر کف پا ہین

کچھ اوسکا عجب حسن عجب جلوہ گری ہے
پیشانی انور ہے کہ نور سحری ہے
بے مثل ہے یکتا ہے وہ عیبون سے بری ہے
آنکھون نہین وہ پتلی ہے کہ شیشہ مین پری ہے

دیکھے تو پلک جھپکے نہ اک آن پلک سے
حسن مہ و خورشید گرے چشم فلک سے

وہ چاہ ذقن اور وہ گردن کی صفائی
وہ طرز نرالی کہ کسی نے نہین پائی
قربان جسے دیکھ کے ہوتی ہے خدائی
ہوتی ہے حسینون کی یہان عقدہ کشائی

ٹھہرا نہ نظیر مین کوئی تشبیہ کسے دون
یوسف اگر آئین تو کھری منہ پہ مین کہدون

یوسف سے بھی دہ چند زیادہ ہے وہ خوشرو
اخلاق مین بھی باپ کا ثانی ہے وہ خوشخو
فرزند ہے خوند میر کا خوند میر کا بازو
اور باپ کی ہر بات مین موجود ہے خوبو

پیدا نہ ہوا ہوگا کوئی ایسا جہان مین
لاکھون صفین جمع ہین اوس ایک جوان مین

اور فخر شجاعان جہان اوسکا لقب ہے
شمشیر خدا بازوے خوندمیر غضب ہے
ثانی مگر اوسکا کوئی کہان بیچ مین کب ہے
وہ حرمت گجرات و عجم اور عرب ہے

ایسا جو پسر مونس و غمخوار نہ ہوتا
خوندمیر کبھی جنگ پہ تیار نہ ہوتا

گر جوش مین آجائے وہ جرار غضب ہے
ہوجائے وہ اسوار تو رہوار غضب ہے
قبضہ مین پڑے ہاتھ تو تلوار غضب ہے
نعرہ ہے اگر قہر تو للکار غضب ہے

دہشت سے اوڑین ہوش وہ میدان مین آجائے
کچھ بن نہ پڑے شیر فلک ابر مین چھپ جائے

وہ رعب کہ شیرون کا جگر خوف سے پھٹ جائے
وہ زور کہ رستم کا قدم آگے سے ہٹ جائے
وہ تیغ کہ مریخ بھی آجائے تو کٹ جائے
آئے جو عدو لڑنے تو دہشت سے پلٹ جائے

ہم صورت خوندمیر ہے ہم شکل علی ہے
بے مثل ہے قوت مین شجاعت مین جری ہے

مطلع

کس شیر کی آمد ہے یہ میدان وغا مین
ہنگامہ محشر ہے بپا فوج جفا مین
حیران ہین انسان و ملک ارض و سما مین
ہیبت سے بنی جان ہین مصروف دعا مین

ہاتف کی یہ لشکر مین ندا چار طرف ہے
سن لو کہ یہ صدیق ولایت کا خلف ہے

ہے جلوہ نما اسپ پہ شہزادۂ عالم
جو دیکھتا ہے صلی علیٰ کہتا ہے اسدم
صدقہ کوئی ہوتا ہے تو مجرے کو کوئی خم
آتی ہین صدائین یہی ہر سمت سے پیہم

سو جان تصدق شہ خوش خصلت و خو پر
سو سر ہون تو قربان ہوں اُس اک سر مو پر

زین ساتھ سواری کے جلال و حشم آگئے
اقبال بڑھا فتح کا لیکر علم آگے
صولت نے کہا ٹھہرو کہ چلتے ہین ہم آگے
ایسا نہ ہو بڑھ جائے جو فوج ستم آگے

اقبال و حشم فتح و ظفر چار طرف ہین
اور رعب و جلال آگے رواں باندھ کے صف ہین

غمخوار امام زمن آپہنچا ہے دیکھو
ہم شکل حسین و حسن آپہنچا ہے دیکھو
کیا بڑھتا ہوا تیغ زن آپہنچا ہے دیکھو
فرزند شہ صف شکن آپہنچا ہے دیکھو

گھوڑے پہ ہے اسوار کہ خاتم پہ نگین ہے
یا ماہ شب افروز کوئی بر سر زین ہے

دیکھو شہ آفاق کے توسن کی روانی
براق کا ہم شکل ہے دلدل کا ہے ثانی
ہے چال قیامت ہے غضب جوش جوانی
جو ٹھوکر دین آئے نہ مانگے کبھی پانی

آئے کبھی کاوے مین تو ٹھہرے نہ زمین پر
اک جست مین اڑ جائے ابھی چرخ برین پر

کس شان سے اڑتا ہوا آتا ہے وہ توسن
اڑ اڑ کے ہوا جلدکی کہتا ہے وہ توسن
بجلی کی تڑپ رن مین دکھاتا ہے وہ توسن
کیا خوب ہی رنگ اپنا جماتا ہے وہ توسن

ٹاپوں سے کھندلتا اِدھر آیا اُدھر آیا
اک برق غضب کوندتی آئی جدھر آیا

رہوار نے پایا ہے عجب روپ عجب رنگ
اوڑتا ہوا میدان مین آتا ہے پے جنگ
آہو مین یہ تیزی نہ چکارے مین ہے یہ ڈھنگ
تعریف مین جسکی ہے زبان گنگ دہن تنگ

زیبا نہین گر اوسکو کہون مثل قمر ہین
وہ دونون رکابین نہین رہوار کے پر ہین

راکب کی یہ خواہش کہ جہمون خانۂ زین پر
ہین پانون زمین پر تو نظر چرخ برین پر
مرکب کی وہ شوخی کہ نہ ٹہرے دل مین زمین پر
اوڑ ہنے مین پری کی ہے سوا گرچہ نہین پر

وہ اوسکا ارادہ کہ اگر پاؤن اشارہ
جہمکار کے شہزادہ کا وہ کہنا کہ آہا

تلوار وہ تلوار کہ بجلی سے سوا ہے
شعلہ ہے جہنم کا غضب ہے کہ بلا ہے
تلوار وہ تلوار ہے جو قہر خدا ہے
جسپر یہ گری ہے اوسے فی النار کیا ہے

نام اُسکا قضا کام ہے اندام کشی کا
ملتے ہوئے لوہا ہے اجل ہی تو اسی کا

وہ آب ہے آئینہ کا جیسے ہو رخ صاف
کہتا ہے یہی دیکھ کے ہر صاحب انصاف
منہ دیکھ لو صاف اوسمین ہے اسطرح کی شفاف
دیکھے نہین ہم نے کبہی بجلی مین یہ اوصاف

قربان ہے عالم رخ شفاف پہ اس کے
سکتے ہین گلا اپنا تن صاف پہ اس کے

ہوتی عرق آلودہ ہے اعدا پہ جو چلکر
ہر صف سے نکلتی ہے نیا روپ بدلکر
گرتا ہے پسینہ کیطرح رنگ اوبل کر
پی پی کے لہو رنگ کو ہے لعل اوگل کر

ملتا ہے کوئی شخص جو اوس شوخ سے آکر
یہ اوسکے گلے ملتی ہے خود ہاتھ بڑہا کر

آراستہ جسکو نہین مشاطہ کی حاجت
بیزار ہی سے گلابی سے ہمیشہ اسے نفرت
ثانی کوئی جسکا نہین وہ شوخ طبیعت
مرغوب اگر ہے تو ہے گلنار ہی رنگت
سرتا بقدم ڈوبی ہوئے رنگ حنا مین
شعلہ سے نظر آتی ہے میدان وغا مین

ہے برق ادا اوسکی جگر دوز اشارہ
انداز دیکھائے تو کلیجہ ہو دو پارہ
جو دیکھ لے منہ اوسکو نہ فرقت کا ہو یارا
پانی بھی نہ مانگے کبھی اوس شوخ کا مارا
ہے دست شہ دین مین تو یون جلوہ گری ہے
سب کہتے ہین قبضہ مین سلیمان کے پری ہے

کہتی ہے یہ تلوار رہے ایک نہ باقی
لشکر ہو کہ سردار رہے ایک نہ باقی
پیدل ہو کہ اسوار رہے ایک نہ باقی
اسطرح ہون فی النار رہے ایک نہ باقی
یون آئے نظر سرخی خون روئے زمین پہ
پھولی ہو شفق بھی نہ کبھی چرخ برین پر

مطلع در تعریف اسپ و شمشیر

اے طنطنہ طبع کہن آج جوان ہو
اے گرمی انداز بیان برق تپان ہو
اے حوصلہ جدت مضمون عیان ہو
اے تیغ شرر بار زبان شعلہ فشان ہو
اس صفحہ ہستی مین ابھی آگ لگا دون
بجلی کی طرح خرمن اعدا کو جلا دون

تلوار جو آفت ہے تو توسن بھی بلا ہے
حسن اسکا قیامت تو ستم اوسکی ادا ہے
یہ غیرت صرصر ہے تو وہ سیل فنا ہے
یہ برق وہ بادل ہے یہ آتش وہ ہوا ہے

یان جنبش سے ہوم اجل کا ہے بلاوا
وان دور جہان سے ہے - قدم چند کا کاوا

یہ داغ سپیدار تو وہ ماحی شر ہے — یہ شام بلا ہے وہ قیامت کی سحر ہے
یہ داغ سویدا وہ تجلی نظر ہے — یہ نالۂ دل سوز وہ فریاد جگر ہے

اوڑنے مین وہ رنگ رخ عشاق کے مانند
جوہر بھی یہ ہے دیدہ مشتاق کے مانند

تلوار کی یہ ناز کہ مین برق بلا ہون — شبدیز کے انداز کہ مین سیل فنا ہون
تلوار کی شوخی کہ مین پیغام قضا ہون — گھوڑے کی یہ چلبل کہ اولٹ دون جو چھپا ہون

تلوار کو دعوے ہے جو آتش فگنی مین
شبدیز کو ہے عزم یہان صف شکنی مین

شبدیز مین انداز ہین نوشاہ کے سارے — سامان عروسانہ ہے تلوار سنوارے
بن بن کے وہ پھرتا ہے اداؤن سے طرارے — یہ سر کو جھکائی ہوئی ہے شرم کے مارے

وان زلف گرہ گیر کے ہین ہار گلے مین
جوہر کا یہی مالا ہے یہان بار گلے مین

اقبال و ظفر ساتھ ہین گھوڑے کے جلو مین — پامال یہ کرتا ہے جو آجاتا ہے رو مین
یون جلوہ نما قبضہ ہے تلوار کی ضو مین — خورشید جہان تاب ہے گویا مہ نو مین

وہ ولولے شبدیز کے وہ جوش جوانی
تلوار کا یہ رعب کہ پتہ بھی ہو پانی

پھر اٹھا شبدیز تو تلوار بھی برہم — ہے فکر کہ اب تک ستم آرا ہوئے کم
شبدیز نے حملے کئے اشرار پہ پیہم — تلوار نے دم توڑ کے اعدا کا لیا دم

گھوڑے کی یہ خواہش کہ جہان ہو تھمہ بالا
تلوار کو یہ غیظ کہ کیون گھر سے نکالا

نقارہ و قرنا کی وہ پر زور ندائین
گھوڑون کے وہ رقص اور وہ تیغون کی صدائین
نیزون کی وہ جھنکار وہ ڈھالون کی گھٹائین
فوجون کے پرے اور پھریرون کی ہوائین

کثرت سے تماشائی ستم جھیل رہے تھے
ہنس ہنس کے براقی یہان رنگ کھیل رہے تھے

نعرہ جو کیا آپ نے تھرا گیا میدان
لشکر پہ گرے جب تو کیا خوب ہی گھمسان
گھبرا کے اجل کہتی تھی مشکل مین پڑی جان
فرصت مجھے دم لینے کی ملتی نہین اس آن

حیران ہون کدھر جاؤن کہین کس کی خبر لون
ایکبار سبھی روحونکو جھولی مین بھر لون

میدان مین اشرار کے سر تھے تہ شمشیر
سر ایک طرف قلب و جگر تھے تہ شمشیر
پشت و شکم و ناف و کمر تھے تہ شمشیر
سر تا بہ قدم اہل سقر تھے تہ شمشیر

پیادون کے پرے تھے نہ سوارونکے پرے تھے
آب دم شمشیر مین سب ڈوب مرے تھے

جاتی تھی لپک کر کبھی شمشیر زنون مین
آتی تھی وہان سے کبھی ناوک فگنون مین
تھی اہرمنون مین تو کہین پیل تنون مین
رہنے ہی نہ دیتی تھی وہ روحین بدنون مین

سرعت وہ غضب کی تھی وہ تیزی کا اثر تھا
اک آنکھ جھپکتی تھی کہ بس خاک پہ سر تھا

آیا کوئی لڑنے تو یہ صورت نظر آئی
دو ٹکڑے سپر اور گری کٹ کے کلائی
بھاگا جو پلٹ کر تو اجل سامنے آئی
ڈھونڈا تو کہین امن کی جا رن مین نہ پائی

جھیلی نہین جاتی تہی مصیبت وہ کڑی تہی
اک آگے بلا ایک بلا پیچھے پڑی تہی

سردار کو بے سر کیا لشکر کو ہٹایا
اسوار ہوی اوسپہ یہ بیدل جسے پایا
راکب ہوا فی النار تو مرکب کو گرایا
اسوار کو بیدل کیا جب سامنے آیا

تہی ابر سی چہائی ہوئی بیدا و گردون پر
بجلی کیطرح کوند کے گرتی تہی سردون پر

تہا برق غضب ہاتہ تو تہی تیغ بہی منہ زور
آئی تہی سر وزبر تو دکہاتی تہی لب گور
ہیبت کی گہٹا چہائی تہی بیدا نہین گہنگور
وہ آئی یہ آئی کا تہا ہر سمت بپا شور

رہتی تہی کبہی جوشن اعدا پہ جو جہلکر
جہنجلا کے روان اور بہی ہوتی تہی مچلکر

بجلی کیطرح چار طرف شعلہ فشان تہی
دم بہر مین یہان تہی کبہی دم بہر مین وہان تہی
اون دشمنون کی دشمن سر دشمن جان تہی
رکنے مین اگر دم تہی تو چلنے مین زبان تہی

کہاتی تہی کسیکو تو جلاتی تہی کسیکو
اوٹہتی تہی کسی پر تو گراتی تہی کسیکو

رکے نہ ہوا اوس سے بچا ران مین کسی کے
اور سر پہ کسیکے تہی تو تہی تن مین کسی کے
بازو مین کسی کے تہی تو جوشن مین کسیکے
گردن مین کسی کے تہی تو توسن مین کسی کے

تن ایک کا ٹکڑے کیا سر ایک کا توڑا
اعدا کے غرض خرمن ہستی کو نہ چہوڑا

ایک سمت پریشان کہڑا تہا وہ ستمگر
اتنے مین خبر دی یہ خبردار نے آکر
کہتے تہے جسے لوگ یہ ہے فوج کا افسر
سردار بہی مارے گئے پسپا ہوا لشکر

اب فوج کے بچنے کا کوئی طور نہین ہے
ہان امن فراری کے سوا اور نہین ہے

کسطرح سے اوس تیغ جرار کو روکین
کسطرح سے اوس برق شرربار کو روکین
کسطرح سے اوس شیر کی تلوار کو روکین
کسطرح سے بپہرے ہوے رہوار کو روکین

چلتی ہے ہوا فوج مین ہر سمت فنا کی
تصویر نظر آتی ہے ہر اک کو قضا کی

غصہ سے کہا اوس نے کہ اک آگ بلا لا
آیا کوئی تلوار اوٹھانے کو بہی لا لا
بولا وہ کہ تم نے نہ کوئی کام نکالا
عینل کا ہوا جاتا ہے لشکر تہ و بالا

کام اوسکا اگر تم سے نہ جرار سے نکلے
پہر یاد رکھو لشکر سرکار سے نکلے

ہر سال تمہین ملتا رہا خلعت و انعام
اور وقت پہ تم لوگون سے نکلا نہ کوئی کام
دعوت نرہی ایکسکی بہی روم سے تا شام
کیون پاؤن باندہے ہوے بیٹہے ہوے صفون مین

جرات بہی شجاعت بہی نہ پیدا ہوئی تم مین
افسوس کہ غیرت بہی نہ پیدا ہوئی تم مین

سنکر یہ کہا بڑہ کے ہر اک جوش مین آکر
کچہ تیرے خفا ہونیکا باعث تو ہو ظاہر
مجبور ہین ہر طرح سے کیا کیجیے آخر
سبہے جان کا اوہر خوف اوہر تیرا بہی ڈر

اسوقت نہ ہو قدر ہماری تو عجب ہے
مشکل تو یہ ہے تیرے لیے کہنا بہی غضب ہے

دعوی ہو لڑائی کا تو بالذات ہی جائے
غیرت ہو ندامت کی تو سر اپنا کٹائے
گر عزم دلیری ہو تو جوہر بہی دکہائے
افسر ہو مظفر کا تو ہان فتح بہی پائے

اسطرح کی باتین ہین مرغوب نہین ہین
ہان دیکھہ کہ الفاظ ترے خوب نہین ہین

کہنے لگا غصہ سے یہ وہ عنیل مکار — کچھ شرم ہے تمکو جو کی اسطرح کی گفتار
مین وہ ہون کرون دہر کو اک آن مین مسمار — پیغام قضا ہاتھ ہے میرا تو قضا دار

ہیبت سے میری تیغ کے لرزان ہے زمانا
لڑکے سے کہا لڑنیکو لڑکا ہے تجھے جانا

وہ گرز گران سر ہے میرا دیو بھی ڈر جائے — وہ تیر ہے میرا کہ فلک پر سے گذر جائے
وہ تیغ ہے میری کہ رگ جان مین اتر جائے — وہ نیزہ ہے میرا کہ اجل خوف سے مر جائے

وہ ضرب ہے میری کہ پڑین جان کے لالے
وہ ڈہال ہے میری کہ زمانہ کو چہپالے

پہر اوس سے کہا سب نے اوٹہا کر سر مغرور — پائے ظفر اوس طفل پہ یہ عقل سے ہے دور
ہان سچ ہے کہ تو جرات و ہمت مین ہے مشہور — مجبور کرے اوسکو یہ تیرا نہین مقدور

خود تو ہی کر انصاف ذرا ہوش مین آکے
کیا آپ سے جاتا ہے کوئی منہ مین قضا کے

اون سا کوئی دنیا مین نہین اور جوانمرد — یکتا ہین وہ جرات مین شجاعت مین ہین فرد
دیکھے سے اونہین خوف سے ہو جاتا ہے منہ زرد — اون لوگون کے آگے ہین دلیران جہان گرد

دشوار سرون پر بہی ہو لینا سپرونکا
جس صف پہ چلین مینہہ برستا ہے سرونکا

رستم بہی نہ ہو اون سے لڑائی مین ظفریاب — اک طفل سے بہی کم ہے وہان جرات سہراب
سام آتے تو صمصام کی اوسکو بہی ہو تاب — ہو زال کا منہ فق تو نریمان کا جگر آب

جا سکتی نہین شیر وہان ہم تو بشر ہین
جن مانگتے ہین اون سے امان ہم تو بشر ہین

میدان مین گراتے ہین وہ لاکہون کو دم حرب
ہو جائین صفین صاف پڑے اونکی جو اک ضرب
کیا اونکو پہنچتا نہین رنج والم و کرب
ہم رزم کوئی اونکا نہین شرق سے تا غرب
مرتے نہین جبتک وہ پلٹتے نہین رن سے
شیر اونکو نظر آتے ہین جنگل مین ہرن سے

مشہور وہ اولاد علی آل نبی ہین
ضیغم ہین جوان مرد ہین والا نسبی ہین
سید ہین بنی ہاشمی و مطلبی ہین
رکہتے وہ بجا ہوش دم تشنہ لبی ہین
وان کوہ گران بہی ہے پر کاہ کی صورت
رستم بہی اگر آئے تو روباہ کی صورت

آنکہہ اون سے دم حرب ملائی نہین جاتی
تیغین بہی وہ ہین جنکی صفائی نہین جاتی
وہ جنگ مین بگڑے تو بنائی نہین جاتی
وہ ضرب پہاڑون سے اٹہائی نہین جاتی
داد اونکو شجاعون سے شجاعت مین ملی ہے
خالق سے اونہین تیغ بہی خلعت مین ملی ہے

میدان مین قدم آگے بڑہانے نہین دیتے
دشمن کو مقابل کبہی آنے نہین دیتے
آنکہہ اپنے سے شیرون کو ملانے نہین دیتے
آجائے اگر پہر اوسے جانے نہین دیتے
وہ تلتے ہوئے رن مین جو آئے سو غضب آیا
اپنے کو بچانیکا نہ دشمن کو ڈہب آیا

سنکر یہ ستمگر کا ہوا دل تہ و بالا
تہی مصلحت اسمین کہ نہ کچہ منہ سے نکالا
غصہ سے سیہ قلب کا منہ ہو گیا کالا
ہر طرح کیا ضبط طبیعت کو سنبہالا

سوچا کہ لڑائی کا نہ انجام بگڑ جائے
ایسا نہ ہو برسون کا بنا کام بگڑ جائے

کہنے لگا ہر سب سے یہہ آہستہ وہ بدذات
کسنے کہا تم سے کہ ہو مورد آفات
کیون اتنے ہوے گرم کہ تہی کونسی بات
تہا میرا جو مطلب کوئی سمجہا نہین ہیہات

مقصود یہ میرا ہے کہ تدبیر سے لو کام
دشوار اگر ہے بہی تو آسان ہو انجام

اور دیکے تسلی یہ کہا تم ہو تن و مند
امداد ادہر سے ہو تو تم اوس سے ہو دو چند
جاؤ معہ رہوار کمندون مین کرو بند
ہاتون سے نکلجائے نہ خوندمیر کا فرزند

مشہور جہان مین رہے یہ کام تمہارا
تا حشر رہے زیر فلک نام تمہارا

شہزادہ کا توسن ہوا اتنے مین نمودار
منہ سرخ تہا غصہ سے نظر تہی بت اشرار
قبضہ مین چمکتی تہی عجب شان سے تلوار
مجمع کو جو دیکہا تو کہا اور بہی للکار

اے زمرہ بے دین خبردار مین آیا
ہشیار ہو ہشیار ہو ہشیار مین آیا

یہہ سنتے ہی اوسان اوڑے سب کے سراسر
حیران تہا کوئی تو کوئی آپ سے باہر
سکتہ ہوا عقیل کو ہوئی فوج بہی ششدر
گہبرایا کسی نے تو کہا واے مقدر

کہتا تہا کوئی جان بچائی نہین جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین جاتی

کی آہ کسی نے تو کسی نے کئے نالے
ہر شخص کو اپنی تہی کسے کون سنبہالے
تہین پلٹنین برباد تو آوارہ رسالے
بہاگین بہی تو کسطرح ذرا ہوش تو آلے

ہیبت سے پریشان تہا ہر ایک ستمگر
مایوس تہا کوئی تو پڑا تہا کوئی مر کر

اوٹہا کوئی بیتاب تو بیٹہا کوئی غم سے
بہاگا کوئی ہیبت سے تو ٹوٹا کوئی دم سے
گہوڑے پہ چڑہا کوئی تو اس بیم و الم سے
گہوڑے نے جو کی جست گرا سامنے دہم سے
چلے مین کوئی تیغ عوض تیر کے جوڑا
سمجہا کوئی نیزے کو تبر تیر کو کوڑا

ہوش آیا جو عینل کو تو گہبرا گیا اکسر
رہ رہ گیا بہا ہوا گہٹ کہین اڑ کر
غش آیا جو ہیبت سے تو چہپایا وہین جاکر
بہاگا جو سنبہلکر تو گرا راہ مین اکثر
رو رو کے یہ کہتا تہا کوئی مجہکو بچا لو
کہتا تہا کبہی سب سے کہ دوڑو مجہے آلو

ہیبت سے ستمگر کے یہ تیور نظر آے
آنکہون کو سجہائی نہ دئے اپنے پرائے
تہا جی مین یہی ڈر نہ کہین وہ ادہر آے
گہبرا کے یہ کہتا تہا کبہی لو وہ در آئے
دستار کا کہل کہل کے سر ایک پیچ بنا طوق
تہا شور کے شیطان کے گردن مین پڑا طوق

لشکر سے ہوا اتنے مین اک شخص نمودار
کی عینل مغرور سے اسطرح کی گفتار
کیون اتنا پریشان ہی وہ ظالم غدار
وہ جوش کہان ہے وہ کہان دعوے پیکار
وہ تیر کہان ہے جو فلک سے بہی گذر جاے
وہ تیغ کہان ہے جو رگ جان مین اتر جاے

وہ ضرب کہان جس سے جہان تہا تہ و بالا
مرتی تہی اجل خوف سے وہ کیا ہوا بہالا
وہ گرز گران سر سے کہان جلد اوٹہا لا
عالم کو چہپا لے وہ سپر کیا ہوئی لالا

پیغام قضا ہاتہہ ستمگار کہان ہے
تہا جسکا قضا نام وہ اب وار کہان ہے

لڑکے سے لڑائی کیلئے عار تہا تجہکو
اس زعم پہ وہ غرہ بیکار تہا تجہکو
بازیچہ اطفال سے انکار تہا تجہسکو
یہ عہدہ ہی ظالم نہ سزاوار تہا تجہکو

وہ ولولۂ جوش شجاعانہ ہوا کیا
وہ حوصلۂ ہمت مردانہ ہوا کیا

گہبرا کے کہا اوسنے نہین ہوش بجا اب
تقدیر سے ہون مورد آفات و بلا اب
کر طعنہ زنی مجہپہ نہ تو بہر خدا اب
پہرتی ہے مرے آنکہون مین ای یار قضا اب

اوس لاف زنی کی مجہے جان چلکے سزا دے
اے مرد خدا یا تو میری جان بچا دے

شہزادہ پہ اس سمت کمندونکی تہی بوچہار
تن تن کے پلی پڑتی تہی تلوار پہ تلوار
اوڑتا تہا ہر اک حلقہ پہ پہرا ہوا رہوار
نعرہ پہ غضب نعرہ تہا للکار پہ للکار

میدان مین جو شئ تہی دم بازپسین تہی
ہنگامۂ محشر تہا کہ مقتل کی زمین تہی

اتنے مین پڑے حلقے کمندونکے لپیٹ کر
پہر غیظ سے حملہ جو کیا اونیہ پلیٹ کر
خالی کیا اوس شیر نے اون حلقونکو جہٹکر
اشرار کے ہمراہ گرے حلقے بہی کٹکر

حلقے نظر آئے نہ کلائی نظر آئی
اک حملہ مین اون سب کی صفائی نظر آئی

جو بچگئے ناچار ہٹے پیچہے جہجک کر
رکہہ رکہہ دیا اسوار اونہنے تہیا جو ٹہٹک کر
رہ رہ گئین ہاتون مین کمندین بہی لٹک کر
چمکار کے غازی سنے دیا گہوڑے کو چکر

دشمن پہ کیا وار نہ ابرو پہ بل آیا
پہر فوج سے وہ شیر نیستان نکل آیا

پہر فوج بہی دم لیکے اودہر سے اودہر آئی
لیکن کوئی تدبیر بنائے نہ بن آئی
جس سمت تہا شہزادہ اودہر باگ پہرائی
شہزادہ کی کرتے تہے ملک مدح سرائی

ٹاپون ہی سے رہوار کی پامال تہا لشکر
سردار جو بیباک تہے تو بدحال تہا لشکر

بڑہ بڑہ کے اودہر اوٹہتے تہے جب نیزہ و خنجر
جب کوششین اعدا کی نظر آئی تہین بیکار
تن تن کے اودہر غیظ مین آتے تہے شرار
چلاکے یہ کہتے تہے خبردار خبردار

گر پاؤن بڑہے ایک ذرا سے بہی تمہارے
یہ خوب سمجہہ لو کہ جہنم کو سدہارے

غازی نے وہ حملے کئے گہبرا گیا لشکر
اتنے مین مدد کیلئے اور آ گیا لشکر
پسپا ہوا گہونگٹ اوسی دم کہا گیا لشکر
بادل کیطرح چار طرف چہا گیا لشکر

اوس چاند کو ہالے کیطرح گہیر لیا پہر
قابو جو بنا اپنے طرف پہیر لیا پہر

نرغہ مین سوارون کے گہرا اسد عالم
جب ٹوٹ پڑا آپ پہ وہ لشکر ظالم
گردن مین کمندون پہ کمندین پڑین پیہم
خوش ہو کہ یہ فرمایا کہ مہدی پہ فدا ہم

حلقے جو کمندون کے پہلے لشکر کین سے
گہوڑے کا بہی ہرگز نہ ہلا پاؤن زمین سے

جب بند کمندون مین ہوا وہ شہ صفدر
خیمہ کیطرف لیچلے جو وقت ستمگر
تیغ و تبر و تیر کی بارش ہوئی سر پر
زخمون سے یہ عالم تہا کہ غش آتا تہا اکثر

چادر تھی ردا خون کی ہر عضو بدن سے
صد شکر یہ آواز نکلتی تھی دہن سے

داخل ہوئے جب خیمۂ عین میں ستمگار
کہنے لگے فخریہ کہ یہ ہے وہی جرار
لشکر کو ترے تیغ سے جس نے کیا مسمار
تنہا جسے کہ میدان میں ٹہرنا ہمیں دشوار

مہدی کا جگر گوشہ و دلبند یہی ہے
یکتا ہے جو خوندمیر کا فرزند یہی ہے

میدان میں کی پہلے پہل اس نے چڑہائی
مارے ترے احباب و اقارب تری بہائی
غل تہا یہی ہر سمت کہ بہاگو اجل آئی
اس ایک کے ہاتوں ہوئی لشکر کی صفائی

اک شور کی آتی تہی صدا چرخ بریں سے
اوکہڑے ہو سب فوج کے پاوں تلے زمیں سے

دے حکم اب اسکے لئے جو ہو تجھے منظور
جو چاہیں سزا دیں انہیں قابو سے نہیں دور
ہوسکتا ہے سب کچھ کہ یہ اسوقت ہے مجبور
چلاکے پکارا وہ جفا پیشہ و مغرور

لیجائے چہڑا کر نہ وہ یہ جسکا پسر ہے
سر کاٹ لو اسکا مجھے خوندمیر کا ڈر ہے

سب جمع ہوئے ایک جگہ سرکش و بیباک
اور ظلم سے حضرت کو لٹایا بہ سر خاک
سینہ پہ چڑہا ایک ستم پیشہ و سفاک
شہزادہ نے فرمایا وہیں ہو کے غضبناک

اے بے ادبو اب بہی میں تم سے نہیں مجبور
لیکن ہے شہادت بہی خدا کو میری منظور

چاہوں تو ابہی نوح کا طوفان بپا ہو
چاہوں تو یہ لشکر ابہی دم بہر میں فنا ہو
تا حشر ہے یاد تمہیں ایسی سزا ہو
آجائے نظر تم ابہی کیا ہے ابہی کیا ہو

ساتون طبق ارض دہل جائین وہ مین ہون
سکان سمٰوات بہی تہرائین وہ مین ہون

مشہور ہین دنیا مین ہون خوند میر کی تصویر
حاصل نہین ہر ایک کو یہ عزت و توقیر

فرزند مین اسکا ہون جو ہے صاحب شمشیر
مرضی مین خدا کی نہین گنجایش تقریر

جو اوسکو ہو منظور خوشی ہے وہ ہماری
جسمین ہو وہ مسرور خوشی ہے وہ ہماری

جینے کی خوشی ہے نہ ہمین مرنیکا ڈر ہے
یہ راہ وہ ہے سب کا اسی راہ گذر ہے

اس زلیت کا انجام اگر ہے تو سفر ہے
ای بیخبرو تم کو بہی کچہ اسکی خبر ہے

مرنا ہے مبارک ہمین مرنیکا نہین غم
کیون غم ہو کہ اک روز ہے سب درہم و برہم

دنیا ہے سرا ایسی کہ راحت نہین اسمین
بیچشم وہ ہے کچہ بہی مروت نہین اسمین

یہ دوست وہ ہے نام کو الفت نہین اسمین
جو بات ہے بیرنج و مصیبت نہین اسمین

یہ لائے جہان عیش وہ غم سے ہے زیادہ
یہ جسپہ کرے رحم ستم سے ہے زیادہ

حاصل ہے اگر کچہ تو وہ ہی قبر کی آغوش
آخر نظر آتا ہے جنازہ بسر دوش

کیا فائدہ گر عمر دو روزہ یہ کیا جوش
وہ اسکو سمجہتے ہین کہ جو لوگ ہین ذی ہوش

درویش ہو یا شاہ ہو یا قطب زمان ہو
سبکی ہے وہی راہ مسن ہو کہ جوان ہو

تہا گرم نصیحت یہی وہ آل شہ لولاک
سر کو بہی جدا کر دیا سینہ بہی کیا چاک

بس اتنے مین گردن پہ پہرا خنجر سفاک
تہرائی زمین اور لرزنے لگے افلاک

خوندمیر کا جب ذبح ہوا لال زمین پر
ماتم کا ہوا شور بپا عرش بریں پر

غلمان کے رونیکی صدا آتی تھی پیہم
تھا چرخ پہ یہ شور کہ ہے شہ عالم
پریون نے بھی پر کھول دئے تھے پئے ماتم
جنات پکارے کہ ترے سر پہ فدا ہم

تھا دن وہ قیامت کا کہ تاریکئی شب تھی
ہر سمت سے آتی تھی صدا ہائے غضب کی

فرمایا شہ دین نے کہ یہ شور ہے کیسا
پر جوش نظر آتا ہے کیون لشکر اعدا
میدان مین خبر لو کہ ہوا حشر بپا کیا
اتنے مین خبر دی یہ کسی نے کہ اے آقا

دیکھا ہے ابھی مین نے کے سر تن سے جدا ہے
شہزادہ کا خون خیمہ عین سے بہا ہے

اس مژدہ کے سنتے ہی شہنشاہ دو عالم
کی عرض کے فرزند کے مرنیکا نہین غم
سر سجدہ شکرانہ خالق مین کیا خم
منظور خوشی تیری ہے ہر آن ہر ایکدم

پالا تھا اوسے نہین ناز سے پہر کن کیلئے تھا
اتنے سے کیا اتنا اسی دن کیلئے تھا

پھر شہ نے اوٹھا ٹیک کے تلوار زمین پر
دیکھا نگہ قہر سے جب جانب لشکر
میدان مین نظر آگیا ہنگامۂ محشر
دہشت سے ستم بہول گئے سارے ستمگر

جس وقت شہ دین نے ہے شمشیر نکالی
چلائے ملک چرخ پہ دنیا ہوئی خالی

مقبول تو کر اے پسر سید خوندمیر
تسکین کا کیا منہ ہے جو وہ کر سکے تقریر
تو اوسکا ہے فرزند جو ہے ثانی شبیر
جو کچھ ہے وہ سب ہے ترے اعجاز کی تاثیر

صد شکر کہ ذاکر ہوں میں خاصان خدا کا
ہے فیض مجھے صرف میری طبع رسا کا

قصیدہ در شان حضرت بندگیمیاں سید محمد صاحب سید نجی خاتم المرشدین دریسہ فیض مقید رحمۃ اللہ علیہ

قبلۂ دین و کعبۂ ایمان خاتم مرشد سید نجی
حشر میں تم ہو میرے نگہبان خاتم مرشد سید نجی

تپنے لگے خورشید قیامت کہتا ہوا ہر ایک یہ
مجھکو چھپاؤ دیکر دامان خاتم مرشد سید نجی

کبتک تڑپوں ہجر میں تیرے قدموں سے ہوں کوسوں دور
میری خبر لے شاہ شاہان خاتم مرشد سید نجی

خوف قیامت خوف جہنم مجھکو ستاتے ہیں یہ عجب
تیری ہوس میں ہوں پریشان خاتم مرشد سید نجی

فیض ولایت فیض نبوت بخشی مجھکو بہر خدا
سینہ میں تیرے دونوں ہیں پنہان خاتم مرشد سید نجی

پیر طریقت تیرا لقب ہے بحر حقیقت تیری ذات
شاہ عرفان نور ایمان خاتم مرشد سید نجی

عابد سالک زاہد عارف اپنی اپنی لیکے سند
در پہ کھڑے ہیں تیرے خواہان خاتم مرشد سید نجی

فقر و توکل صبر و قناعت ہمکو نہایت تھے دشوار
حکم سے تیرے ہوگئے آسان خاتم مرشد سید نجی

بل ہے تیری جرات و ہمت بوجھ لیا سب اپنے سر
سب ہیں تیرے بندۂ احسان خاتم مرشد سید نجی

پیر طریقت شیخ زمانہ کامل و اکمل کیوں نہ ہو
جو ہو تیرا تابع فرمان خاتم مرشد سید نجی

فیض مقید فیض مطلق دین دریسہ عقدہ کشا
تیری نگاہ کو مقصد داران خاتم مرشد سید نجی

گر ہو کلید دوزخ و جنت پاس تیرے تو کیا عجب ہے
جو کچھ ہیں تیرے ہیں شایان خاتم مرشد سید نجی

لایا نواسہ شان و شوکت ساری اپنے نانا کی
رخ سے عیان ہے جلوۂ سبحان خاتم مرشد سید نجی

سر سے قدم تک صورت مہدی اللہم صلی علی
ہوتے ہیں کافر دل سے مسلمان خاتم مرشد سید نجی

حور و غلمان تابع فرمان زیر اطاعت جن و بشر
دونوں جہاں کے تم ہو سلیمان خاتم مرشد سید نجی

دیر کو جاوے دل برہمن شیخ کی نیت سوے حرم
میرے دل و جان تجھپر قربان خاتم مرشد سید نجی

بحر گناہ میں غرق ہے تسکین کا بیڑا پار لگا
تیرے صدقے تیرے قربان خاتم مرشد سید نجی